مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

''صغیرہ کبیرہ گناہ''

صغیرہ گناہ کو کبیرہ گناہ کے مقابلہ میں چھوٹا کہا جاتا ہے لیکن وہ بھی اپنی جگہ بہت بڑا ہے اُس کو ہلکا نہ سمجھو۔ حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے مثال دی ہے کہ آسمان کے مقابلہ میں سمندر کو چھوٹا کہا جائیگا مگر کیا کوئی اس میں کود پڑیگا کہ یہ تو چھوٹا ہے؟
اسی واسطے فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی چھوٹا گناہ بھی آدمی کے اندر سے ایمان چھین لیتا ہے۔ **اللّٰھم احفظنا عنه**
میں کہتا ہوں کہ گھر یا کپڑوں کو جلانے کے لئے چھوٹی چنگاری آگ کی کافی نہیں؟ کیا اس سے کوئی لاپرواہی برت سکتا ہے؟

(خطباتِ احتشام الحق جلد سوم)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹملناڈو

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۱۴)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

(۱) ترجمہ اذکارنماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم ''کے معنی ہوئے: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔'' **الحمد** سب تعریفیں۔

(۲) نماز کی سنتیں

(۱۴) تعوذ یعنی **اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم** پڑھنا تسمیہ یعنی **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم** پڑھنا۔ **ولا الضاّلّین** کے بعد چپکے سے آمین کہنا۔

(۳) بڑے بڑے گناہ

جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں) (۱۴) فخر کرنا یعنی اپنی بڑائی جتانا۔

(۴) گناہ کے نقصانات

جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۱۴) گنہگار آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے قدر اور ذلیل وخوار ہو جاتا ہے پس مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی چاہے لوگ کسی لالچ یا خوف سے بظاہر اس کی تعظیم کریں لیکن کسی کے دل میں اس کی عظمت نہیں رہتی۔
حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس کو اللہ ذلیل کردے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔

(۵) طاعت کے فائدے

جو دنیا میں ملتے ہیں (۱۴) بعض طاعت کا یہ اثر ہے کہ اگر کسی معاملہ میں تردّد ہو اور سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ کیا کرنا بہتر ہوگا وہ تردّد ختم ہو جاتا ہے اور اُسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں سراسر نفع وخیر ہو۔ نقصان کا احتمال بالکل نہیں رہتا جیسے نماز استخارہ پڑھ کر دعاء کرنے سے۔

ماهنامہ

جلد (۲)
جمادی الاولیٰ
۱۴۲۷ھ

دعوۃ الحق

شمارہ (۲)
جون
۲۰۰۶ء

اجازت فرمودہ

محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ
ابرارالحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم
ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

قیمت ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے کرسنٹ اسکرینس بنگلور سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلّیا

ادار یہ

اسوۂ حسنہ

اللہ کی راہ اب تک ہے کھلی، آثار ونشاں سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن، اس راہ پہ چلنا چھوڑ دیا

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

حضرات! خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لئے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقہ کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں ان پر عمل کیا جائے لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے اس نے اپنے پیغمبر کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے اور اس عملی مجسمہ کی پیروی اور اتباع کو خدا کی محبت کے اہل اور اس کے پیار کے مستحق بننے کا ذریعہ بنایا ہے، چنانچہ اسلام میں دو چیزیں ہیں، کتاب اور سنت، کتاب سے مقصود خدا کے احکام ہیں جو قرآن مجید کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں اور سنت جس کے لغوی معنی راستہ کے ہیں، وہ راستہ جس پر پیغمبر اسلام علیہ السلام خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے گزرے یعنی آپ کا عملی نمونہ جس کی تصویر احادیث میں بصورت الفاظ ہے۔ الغرض ایک مسلمان کی کامیابی اور تکمیل روحانی کے لئے جو چیز ہے وہ سنت نبوی ہے۔

ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔ اگر دولت مند ہو تو

مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔ اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو، اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی و بیکسی کے عالم میں حق کے منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبیؐ کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جد وجہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کے زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم و نسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے سالار کاروان کی مثالیں ڈھونڈو اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے، مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو۔ اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسن حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو۔ غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ اور تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور راہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔ (خطبات مدراس)

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

(قسط دوم)

سود کیوں حرام ہے؟

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم ۔ الذین یاکلون
سے تاختم آیت لا یظلمون (آیت نمبر:۲۸۱ البقرۃ)

دوسری آیت میں جو یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں، یہاں سود کے ساتھ صدقات کا ذکر ایک خاص مناسبت سے لایا گیا ہے، کہ سود اور صدقہ دونوں کی حقیقت میں بھی تضاد ہے اور ان کے نتائج بھی متضاد ہیں، اور عموماً ان دونوں کاموں کے کرنے والوں کی غرض ونیت بھی متضاد ہوتی ہے۔

حقیقت تضاد تو یہ ہے کہ صدقہ میں تو بغیر کسی معاوضہ کے اپنا مال دوسروں کو دیا جاتا ہے، اور سود میں بغیر کسی معاوضہ کے دوسرے کا مال لیا جاتا ہے، ان دونوں کاموں کے کرنے والوں کی نیت اور غرض اس لئے متضاد ہے کہ صدقہ کرنے والا محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور ثوابِ آخرت کے لئے اپنے مال کو کم یا ختم کر دینے کا فیصلہ کرتا ہے، اور سود لینے والا اپنے موجودہ مال پر ناجائز زیادتی کا خواہشمند ہے، اور نتائج کا متضاد ہونا قرآن کریم کی اس آیت سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ سود سے حاصل شدہ مال کو یا اس کی برکت مٹا دیتے ہیں، اور صدقہ کرنے والے کے مال یا اس کی برکت کو بڑھاتے ہیں، جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ مال کی ہوس کرنیوالے کا مقصد پورا نہیں ہوتا، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا جو اپنے مال کی کمی پر راضی تھا، اس کے مال میں برکت ہو کر اس کا مال یا اس کے ثمرات وفوائد بڑھ جاتے ہیں۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ آیت میں سود کو مٹانے اور صدقات کو بڑھانے کا کیا مطلب ہے؟ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ مٹانا اور بڑھانا آخرت کے متعلق ہے کہ سود خوار کو اس کا مال آخرت میں کچھ کام نہ آئے گا بلکہ اس پر وبال بن جائے گا، اور صدقہ خیرات کرنے والوں کا مال آخرت میں ان کے لئے ابدی نعمتوں اور راحتوں کا ذریعہ بنے گا، اور یہ بالکل ظاہر ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں، اور عامۂ مفسرین نے فرمایا کہ سود کا مٹانا اور صدقہ کا بڑھانا آخرت کے لئے تو ہے ہی، مگر اس کے کچھ آثار دنیا میں بھی مشاہدہ میں آجاتے ہیں۔

سود جس مال میں شامل ہوجاتا ہے، بعض اوقات تو وہ مال خود ہلاک وبرباد ہوجاتا ہے، اور پچھلے مال کو بھی ساتھ لے جاتا ہے، جیسے کہ ربوا اور سٹہ کے بازاروں میں اس کا ہمیشہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے، کہ بڑے بڑے کروڑ پتی اور سرمایہ دار دیکھتے دیکھتے دیوالیہ اور فقیر بن جاتے ہیں، بے سود کی تجارتوں میں بھی نفع ونقصان کے احتمالات رہتے ہیں، اور بہت سے تاجروں کو نقصان بھی کسی تجارت میں ہوجاتا ہے، لیکن ایسا نقصان کہ کل کروڑ پتی تھا، اور آج ایک ایک پیسہ کی بھیک کا محتاج ہے، یہ صرف سود اور سٹہ کے بازاروں میں ہی ہوتا ہے، اور اہل تجربہ کے بے شمار بیانات اس بارے میں مشہور ومعروف ہیں کہ سود کا مال فوری طور پر کتنا ہی بڑھ جائے، لیکن وہ عموماً پائیدار اور باقی نہیں رہتا، جس کا فائدہ اولاد اور نسلوں میں چلے، اکثر کوئی نہ کوئی آفت پیش آکر اس کو برباد کردیتی ہے، حضرت معمرؒ نے فرمایا کہ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ سود خوار پر چالیس سال گزرنے نہیں پاتے، کہ اس کے مال پر محاق آجاتا ہے۔

اور ظاہری طور پر مال ضائع وبرباد بھی نہ ہو تو اس کے فوائد وبرکات وثمرات سے محرومی تو یقینی اور لازمی ہے، کیونکہ یہ بات کچھ مخفی نہیں کہ سونا چاندی خود تو نہ مقصود ہے نہ کارآمد، نہ اس سے کسی کی بھوک مٹ سکتی ہے، نہ پیاس نہ سردی، نہ گرمی سے بچنے کیلئے اوڑھا بچھایا جاسکتا ہے، نہ وہ کپڑوں اور برتنوں کا کام دے سکتا ہے، پھر اس کو حاصل کرنے اور محفوظ رکھنے میں ہزاروں مشقتیں اٹھانے کا منشاء ایک عقلمند انسان کے نزدیک اس کے سوا نہیں ہوسکتا کہ سونا چاندی ذریعہ ہیں ایسی چیزوں کے حاصل کرنے کا کہ جن سے انسان کی زندگی خوشگوار بن سکے، اور وہ راحت وعزت کی زندگی

گذار سکے، اور انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ یہ راحت وعزت جس طرح اسے ہوئی اس کی اولاد اور متعلقین کو بھی حاصل ہو۔

یہی وہ چیزیں ہیں جو مال ودولت کے فوائد وثمرات کہلا سکتے ہیں، اس کے نتیجہ میں یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ جس شخص کو یہ ثمرات وفوائد حاصل ہوئے اس کا مال ایک حیثیت سے بڑھ گیا، اگر چہ دیکھنے میں کم نظر آئے، اور جس کو یہ فوائد وثمرات کم حاصل ہوئے اس کا مال ایک حیثیت سے گھٹ گیا، اگر چہ دیکھنے میں زیادہ نظر آئے۔

اس بات کو سمجھ لینے کے بعد سود کا کاروبار اور صدقہ وخیرات کے اعمال کا جائزہ لیجئے، تو یہ بات مشاہدہ میں آجائے گی کہ سود خوار کا مال اگر چہ بڑھتا ہوا نظر آتا ہے مگر وہ بڑھنا ایسا ہے کہ جیسے کسی انسان کا بدن ورم وغیرہ سے بڑھ جائے، ورم کی زیادتی بھی تو بدن ہی کی زیادتی ہے، مگر کوئی سمجھدار انسان اس زیادتی کو پسند نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ زیادتی موت کا پیغام ہے، اسی طرح سود خوار کا مال کتنا ہی بڑھ جائے، مگر مال کے فوائد وثمرات یعنی راحت وعزت سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

یہاں شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ آج تو سود خواروں کو بڑی سے بڑی راحت ہے، وہ کوٹھیوں، بنگلوں کے مالک ہیں، عیش وآرام کے سارے سامان مہیا ہیں، پینے، پہننے اور رہنے سہنے کی ضروریات بلکہ فضولیات بھی سب اس کو حاصل ہیں، نوکر چاکر اور شان وشوکت کے تمام سامان موجود ہیں، لیکن غور کیا جائے تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ سامانِ راحت اور راحت میں بڑا فرق ہے، سامانِ راحت تو فیکٹریوں اور کارخانوں میں بنتا اور بازاروں میں بکتا ہے، وہ سونے چاندی کے عوض حاصل ہو سکتا ہے، لیکن جس کا نام راحت ہے وہ نہ کسی فیکٹری میں بنتی ہے، نہ کسی منڈی میں بکتی ہے، وہ ایک ایسی راحت ہے جو براہِ راست حق تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے، وہ بعض اوقات ہزاروں سامان کے باوجود نہیں ہو سکتی، ایک نیند کی راحت کو دیکھ لیجئے کہ اس کے حاصل کرنے کے لئے یہ تو کر سکتے ہیں کہ سونے کے لئے مکان کو بہتر سے بہتر بنائیں، اور روشنی کا پورا اعتدال ہو، مکان کا فرنیچر دیدہ زیب دل خوش کن ہو، چارپائی اور گدے اور تکئے حسبِ منشا ہوں،

لیکن کیا نیند کا آجانا ان سامانوں کے مہیا ہونے پر لازمی ہے؟ اگر آپ کو کبھی اتفاق نہ ہوا ہو تو ہزاروں وہ انسان اس کا جواب نفی میں دیں گے جن کو کسی عارضہ سے نیند نہیں آتی، اب امریکہ جیسے مال دار متمدن ملک کے متعلق بعض رپورٹوں سے معلوم ہوا کہ وہاں پچھتّر فی صد آدمی خواب آور گولیوں کے بغیر سو ہی نہیں سکتے، اور بعض اوقات خواب آور دوائیں بھی جواب دیدیتی ہیں، نیند کے سامان تو آپ بازار سے خرید لائے، مگر نیند آپ کسی بازار سے کسی قیمت پر نہیں لا سکتے، اسی طرح دوسری راحتوں اور لذتوں کا حال ہے کہ ان کے سامان تو روپیہ پیسے کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں، مگر راحت ولذت کا حاصل ہونا ضروری نہیں۔

یہ بات سمجھ لینے کے بعد سود خواروں کے حالات کا جائزہ لیجئے تو ان کے پاس آپ کو سب کچھ ملے گا مگر راحت کا نام نہ پائیں گے، وہ اپنے کروڑ کو ڈیڑھ کروڑ اور ڈیڑھ کروڑ کو دو کروڑ بنانے میں مست نظر آئیں گے، کہ نہ ان کو اپنے کھانے پہننے کا ہوش ہے، نہ اپنی بیوی بچوں کا، کئی کئی مل چل رہے ہیں، دوسرے ملکوں میں جہاز آ رہے ہیں، ان کی اُدھیڑ بن ہی میں صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے، افسوس ہے کہ ان دیوانوں نے سامانِ راحت ہی کا نام راحت سمجھ لیا ہے، اور حقیقت میں راحت سے کوسوں دُور ہیں۔

یہ حال تو ان کی راحت کا ہے، اب عزت کو دیکھ لیجئے، یہ لوگ چونکہ سخت دل اور بے رحم ہوتے ہیں، ان کا پیشہ ہی یہ ہوتا ہے کہ مفلسوں کی مفلسی سے یا کم مایہ لوگوں کی کم مائگی سے فائدہ اٹھائیں، ان کا خون چوس کر اپنے بدن کو پالیں، اس لئے ممکن نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی کوئی عزت ووقار ہو، اپنے ملکوں کے بنیوں اور ملک شام کے یہودیوں کی تاریخ پڑھ جایئے، ان کے حالات کو دیکھ لیجئے، ان کی تجوریاں کتنے ہی سونے چاندی اور جواہرات سے بھری ہوں، لیکن دنیا کے کسی گوشہ میں انسانوں کے کسی طبقہ میں ان کی کوئی عزت نہیں، بلکہ ان کے اس عمل کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب مفلس لوگوں کے دلوں میں ان کی طرف سے بغض ونفرت پیدا ہوتی ہے، اور آج کل تو دنیا کی ساری جنگیں اسی بغض ونفرت کی مظاہر ہیں، محنت وسرمایہ کی جنگ نے ہی دنیا میں اشتراکیت اور اشتمالیت کے نظریئے پیدا کئے، کمیونزم کی تخریبی سرگرمیاں اسی بغض ونفرت کا

نتیجہ ہیں، جن سے پوری دنیا قتل وقتال اور جنگ وجدال کا جہنم بن کر رہ گئی ہے، یہ حال تو انکی اپنی راحت وعزت کا ہے، اور تجربہ شاہد ہے کہ سود کا مال سود خوار کی آنے والی نسلوں کی زندگی کو بھی کبھی خوشگوار نہیں بناتا، یا ضائع ہوجاتا ہے، یا اس کی نحوست سے وہ بھی مال ودولت کے حقیقی ثمرات سے محروم وذلیل رہتے ہیں، لوگ یورپ کے سود خواروں کی مثال سے شاید فریب میں آئیں کہ وہ لوگ تو سب کے سب خوش حال ہیں، اور ان کی نسلیں بھی پھولتی پھلتی ہیں، لیکن اول تو ان کی خوش حالی کا اجمالی خاکہ عرض کر چکا ہوں۔

دوسرے ان کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی مردم خور دوسرے انسانوں کا خون چوس کر اپنا بدن پالتا ہو اور ایسے کچھ انسانوں کا جتھہ ایک محلّہ میں آباد ہوجائے، آپ کسی کو اس محلّہ میں لے جاکر مشاہدہ کرائیں کہ یہ سب کے سب صحت مند اور سرسبز شاداب ہیں، لیکن ایک عقلمند آدمی کو جو انسانیت کی فلاح کا خواہشمند ہے صرف اس محلّہ کا دیکھنا نہیں، بلکہ اس کے مقابل ان بستیوں کو بھی دیکھنا ہے جن کا خون چوس کر ان کو ادھ موا کردیا گیا ہے، اس محلّہ اور ان بستیوں کے مجموعہ پر نظر ڈالنے والا کبھی اس محلّہ کے فربہ ہونے پر خوش نہیں ہوسکتا، اور مجموعی حیثیت سے ان کے عمل کو انسانی ترقی کا ذریعہ نہیں بتا سکتا، بلکہ اس کو انسان کی ہلاکت وبربادی ہی کہنے پر مجبور ہوگا۔

اس کے بالمقابل صدقہ خیرات کرنے والوں کو دیکھئے کہ ان کو کبھی اس طرح مال کے پیچھے حیران وسرگرداں نہ پائیں گے، ان کو راحت کے سامان اگرچہ کم حاصل ہوں، مگر سامان والوں سے زیادہ اطمینان اور سکونِ قلب جو اصلی راحت ہے ان کو حاصل ہوگی، دنیا میں ہر انسان ان کو عزت کی نظر سے دیکھے گا۔

یمحق اللہ الربوٰ ویربی الصدقات

یہ ہے کہ اس آیت میں جو یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقہ کو بڑھاتا ہے، یہ مضمون آخرت کے اعتبار سے بالکل صاف ہے ہی، دنیا کے اعتبار سے بھی اگر ذرا حقیقت سمجھنے کی کوشش کی جائے تو بالکل کھلا ہوا ہے، یہی ہے مطلب اس حدیث کا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الربوٰ وان کثر فان عاقبة تصیر الی قل. ''یعنی سود اگر چہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے مگر انجام کار نتیجہ اس کا قلت ہے۔''

یہ روایت مسند احمد اور ابن ماجہ میں مذکور ہے۔

آیت کے آخر میں ارشاد ہے: واللّٰہ لا یحب کل کفّار اثیم، یعنی اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کسی کفر کرنے والے کو کسی گناہ کا کام کرنے والے کو، اس میں اشارہ فرمادیا ہے کہ جو لوگ سود کو حرام ہی نہ سمجھیں وہ کفر میں مبتلا ہیں اور جو حرام سمجھنے کے باوجود عملاً اس میں مبتلا ہیں وہ گنہگار فاسق ہیں۔

تیسری آیت میں مؤمنین صالحین جو نماز وزکوٰۃ کے پابند ہیں ان کے اجر عظیم اور آخرت کی راحت کا ذکر ہے، چونکہ اس سے پہلی آیت میں سود خواروں کے لئے عذاب جہنم اور ان کی ذلت وخواری کا ذکر آیا تھا، قرآن کریم کے عام اسلوب کے مطابق اس کے ساتھ ہی ایمان وعمل صالح کے پابند نماز وزکوٰۃ ادا کرنے والوں کے ثواب اور درجات آخرت کا ذکر کر دیا گیا۔

چوتھی آیت یٰاَیھا الّذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وذروا مابقی من الربوٰ ان کنتم مؤمنین کا خلاصہ یہ ہے کہ سود وربو کی حرمت نازل ہونے کے بعد جو سود کی بقایا رقمیں کسی کے ذمہ باقی تھیں ان کا لینا دینا بھی حرام کر دیا گیا۔

تشریح اس کی یہ ہے کہ سود کی حرمت نازل ہونے سے پہلے عام عرب میں سود کا رواج پھیلا ہوا تھا، آیاتِ متذکرہ سے پہلی آیتوں میں اس کی ممانعت آئی تو حسبِ عادت تمام مسلمانوں نے سود کے معاملات ترک کر دیئے، لیکن کچھ لوگوں کے مطالبات سود کی بقایا رقموں کے دوسرے لوگوں پر تھے، اسی میں یہ واقعہ پیش آیا کہ بنی ثقیف اور بنی مخزوم کے آپس میں سودی معاملات کا سلسلہ تھا، اور بنوثقیف کے لوگوں کا کچھ سودی مطالبہ بنی مخزوم کی طرف تھا، بنومخزوم مسلمان ہو گئے تو اسلام لانے کے بعد انھوں نے سود کی رقم ادا کرنا جائز نہ سمجھا، ادھر بنوثقیف کے لوگوں نے مطالبہ شروع کیا، کیونکہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے، مگر مسلمانوں سے مصالحت کر لی تھی، بنومخزوم کے لوگوں نے کہا کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ہم ان پر اسلامی کمائی کو سود کی ادائیگی میں خرچ نہ کریں گے۔

یہ جھگڑا مکہ مکرمہ میں پیش آیا، اس وقت مکہ فتح ہو چکا تھا، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مکہ کے امیر حضرت معاذؓ اور دوسری روایت میں عتاب بن اُسیدؓ تھے، انھوں نے اس جھگڑے کا قضیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بغرض دریافتِ حکم لکھ بھیجا، اس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد سود کے تمام سابقہ معاملات ختم کر دیئے جائیں، پچھلا سود بھی وصول نہ کیا جائے، صرف راس المال وصول کیا جائے۔ (معارف القرآن جلد اول)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا ماہانہ اجتماع عصر تا فجر بتاریخ ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ بمطابق 25-06-2006 بروز اتوار بمقام **پارک مسجد** پرنام بٹ۔ انشاءاللہ منعقد ہوگا۔

جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ❁ ایک سنت بتانا ❁ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ❁ آداب گشت ❁ بعدہٗ گشت ❁ تعلیم تسہیل قصد السبیل ❁ چائے ❁ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ❁ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ❁ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ❁ بعدہٗ دعا ❁ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ❁ سونے کی سنتیں ❁ نماز کی عملی مشق ❁ مراقبۂ موت ❁ دعا ❁ بعدہٗ قیام شب ❁ نماز تہجد (انفرادی) ❁ معمولات (انفرادی) ❁ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام احباب سے اس اجلاس میں حسب موقع شرکت اور کامیابی کیلیئے دعا کی درخواست ہے۔

درسِ حدیث

ترجمہ وتشریح
علامہ نواب محمد قطب الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حدیثِ نیت

(مشکوٰۃ کی پہلی حدیث)

عن عمر بن خطاب ﷺ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انما الاعمال بالنیات وانما لامرئ ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللّٰہ ورسولہ فھجرتہ الی اللّٰہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا اوامرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔ متفق علیہ

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے (یعنی عمل کا ثمرہ نیت پر مرتب ہوتا ہے) لہٰذا جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے (بہ نیت خالص) ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول ہی کے لئے ہوگی اور جس شخص نے دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے ہوگی جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح مشکوٰۃ شریف کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو باب سے پہلے لائے ہیں جس سے ان کا مقصد اس کی طرف اشارہ ہے کہ طالب کو چاہئے کہ اس علم (حدیث شریف) کو حاصل کرنے کے لئے اپنی نیت کو پہلے خالصۃً للہ کرلے پھر اس کے حصول میں منہمک ہو۔ اس حدیث کی فضیلت واہمیت پر محدثین کا اتفاق ہے بلکہ بعض علماء نے تو اس حدیث کو نصف علم کا درجہ دیا ہے۔

ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لئے دار الکفر کے اپنے وطن کو ترک کر کے دار الاسلام کو اپنا وطن بنالے اور وہاں جا کر بس جائے، پس اگر ہجرت کرنے والا شخص اپنی نیت میں مخلص ہے اور اس کی ہجرت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو ثواب پائے گا اور اس کا یہ عمل عند اللہ مقبول ہوگا لیکن اگر نیت میں کھوٹ ہے اور ہجرت (یعنی ترکِ وطن) سے اس کا مقصد طلبِ دنیا یا حصولِ جاہ وزر ہے تو یقیناً وہ ثواب سے محروم رہے گا، لیکن اگر طلب دنیا اور خواہشِ نفس کے ساتھ رضائے حق کی نیت بھی کرلیتا ہے تو ثواب ملے گا۔

اس حدیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، ایک شخص مدینہ میں ایک عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کر کے آیا تھا۔ اس عورت کا نام ام قیس تھا، اسی مناسبت سے وہ شخص مہاجر ام قیس کہا جاتا تھا، جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ام قیس نامی عورت کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ ام قیس نے اس شرط پر منظور کیا کہ وہ مدینہ ہجرت کر کے آجائے، تب شادی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص ہجرت کر کے مدینہ آگیا اور ام قیس سے شادی کی، اس کے بعد وہ شخص مہاجر ام قیس کے نام سے مشہور ہوگیا۔

اس حدیث میں لفظی اختلاف ہیں جو متعدد نسخوں میں کئی طرح سے وارد ہیں۔ بعض جگہ **انما الاعمال بالنیات** ہے اور **انما الاعمال بالنیة** اور **العمل بالنیة** بھی مروی ہے، بہر حال یہ اختلاف لفظی ہے جس کا اثر معنی اور مفہوم پر کچھ نہیں پڑتا۔

حدیث کے پہلے دونوں جملوں کا ایک ہی مطلب ہے دراصل **انما لامرئ مانوی** سے تاکید کی جارہی ہے پہلے جملہ کی کہ عمل بغیر نیت کے معتبر نہیں ہوگا یعنی جو شخص جیسی نیت کرے گا ویسا ہی اس کا اجر پاوے گا، چنانچہ ایک عمل میں جتنی نیت کرے گا، اتنے ہی ثواب اسے حاصل ہوں گے۔ مثلاً

(۱) ایک شخص کا کوئی عزیز قرابتی غریب و مفلس ہے اس غریب کی وہ مدد اس نیت سے کرتا ہے کہ ایک غریب کی لوجہ اللہ مدد کرنا کارِثواب ہے تو اس کو اسی کا ثواب ملے گا لیکن اگر وہ اس کے ساتھ ہی صلہ رحمی کی بھی نیت کرتا ہے کہ اس کی لوجہ اللہ مدد کرنا کارِثواب ہے، ہی مگر اس سے میرے ایک عزیز کی پریشانیاں بھی دور ہوجائیں گی تو اب محض یہ نیت کر لینے سے اس کو دو ثواب ملیں گے۔

(۲) اسی طرح مسجد میں جانے کی کئی نیتیں ہوسکتی ہیں اور ہر ایک کا علیٰحدہ علیٰحدہ ثواب ملتا ہے مثلاً ایک شخص مسجد میں جاتا ہے تو وہ نیت کرے کہ چونکہ فرمایا گیا ہے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، جہاں آنے والا گویا اللہ تعالیٰ کی زیارت کو آتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور کریم کے لئے مہمان کی ضیافت ضروری ہوتی ہے لہٰذا میں بھی اس کا امیدوار ہوں تو اس کو یہ ثواب حاصل ہوجائے گا۔

اور نیت کرے جماعت کے انتظار کا، چونکہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص جماعت کا انتظار کر رہا ہے وہ گویا حالت نماز میں ہے، پس اس نیت سے اس کا ثواب مل جائے گا۔

اور نیت کرے کہ کان و آنکھ اور تمام اعضاء بازار و سڑک میں گناہ میں گرفتار ہوتے اور یہاں مسجد میں آکر محفوظ ہو جائیں گے، مسجد میں آتے ہی اعتکاف کی نیت کرلے کیونکہ علماء نے لکھا ہے جب مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ اعتکاف کی نیت کرلیا کرے اور جن علماء کے نزدیک اعتکاف کی مدت کم سے کم ایک ساعت ہے ان کے یہاں وہ اعتکاف معتبر ہوگا تو یہ ثواب بھی کہیں نہیں گیا (مسجد میں دخول کے وقت اعتکاف کی نیت کرنا اور پھر اس پر ثواب ملنا درحقیقت خداوند قدوس کی جانب سے مسلمانوں کے لئے ایک نعمت ہے کہ جو بغیر محنت کئے ہوئے حاصل ہوتی ہے مگر افسوس کہ مسلمان اس سے غافل ہیں) یا اسی طرح جانتا ہے کہ مسجد میں آتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت مسنونہ دعائیں پڑھنا یا نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا سعادت کا باعث ہے تو اگر دخول مسجد کے وقت اس کی بھی نیت کرلے تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔

اور نیت کرے کہ مسجد میں تنہائی اور سکون نصیب ہوتا ہے جہاں ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن یا وعظ ونصیحت باطمینان کیا جاسکتا ہے تو اس کا ثواب بھی ملے گا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص صبح مسجد میں ذکر ووعظ کے لئے جاتا ہے تو گویا وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے مرتبہ کا ہوتا ہے یا کوئی جماعت مسجد میں بیٹھ کر تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو اور آپس میں تذکیر ونصیحت کرتے رہیں تو اس جماعت کو ملائکہ ڈھانک لیتے ہیں اور رحمتِ خداوندی کا ان پر سایہ ہوتا ہے۔

اسی طرح نیت کرے کہ وضو کر کے مسجد میں نماز کے لئے جانے سے حج اور عمرہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اور نیت کرے کہ مسجد میں لوگوں کے اجتماع سے افادہ واستفادہ بالعلم اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مواقع میسر آتے ہیں، نیت کرے وہاں مسلمان بھائیوں سے ملاقات کی اور ان پر سلام ورحمت پہنچانے کی۔

اور نیت کرے محاسبۂ نفس اور تفکر فی الآخرت اور اپنے گناہوں سے استغفار کی کیونکہ مسجد میں سکون اور دل جمعی سے یہ کام ہوسکتا ہے جو دوسری جگہ مشکل ہے۔

بہر حال مسجد میں آنے کا عمل ایک ہے لیکن چونکہ نیتیں الگ الگ ہو کر بہت زیادہ ہیں اس لئے ثواب ان سب نیتوں کا ملے گا۔ گویا عمل ایک اور بہ سبب نیت ثواب اتنے زیادہ۔

اور پھر مسجد تو عبادت کی جگہ ہے اور ان امور کا تعلق بھی عبادت اور آخرت سے ہے لہٰذا ان پر ثواب تو ملتا ہی ہے لیکن اگر ان چیزوں میں بھی نیک نیت کر لے جن کا تعلق زینتِ جسمانی یا دنیاوی امور سے ہے تو خدا کی بے پایاں رحمت سے وہاں بھی ثواب ملتا ہے۔ مثلاً جمعہ کو یا عام طور پر خوشبو لگائے اور اس کے ساتھ یہ بھی نیت کر لے کہ چونکہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے اس لئے میں بھی خوشبو لگاتا ہوں۔

اور نیت کرے اس خوشبو کے لگانے سے کہ اس سے مسجد کی تعظیم بھی ہوگی۔

اور نیت کرے کہ جو شخص میرے پاس بیٹھے گا خوشبو پا کر خوش ہوگا۔

اور نیت کرے کہ کوئی شخص محض میرے خوشبو نہ لگانے کے سبب بد بو کی وجہ سے میری غیبت کرے گا اور میں خوشبو لگا کر اس کو غیبت کے گناہ سے باز رکھتا ہوں۔

اور نیت کرے کہ تازہ خوشبو سے دماغ کے معالجہ کی، کہ خوشبو سے میرا دماغ تر و تازہ ہوگا اور میں جس مجلس وعظ و نصیحت میں بیٹھوں گا اس کی وجہ سے کام کی باتیں اچھی طرح ذہن نشین ہوں گی۔

یہاں بھی خوشبو لگانے کا عمل ایک ہی ہے اور جس کا تعلق محض انسانی جذبہ و خواہش اور دنیاوی امور سے ہے لیکن اگر اس کے ساتھ یہ تمام نیک نیتیں کر لی جائیں تو ان پر الگ الگ ثواب کا مستحق ہوگا، اسی طرح ہر عمل میں مختلف نیتیں ہو سکتی ہیں جن پر بے شمار ثواب کا ثمرہ مرتب ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی عمل محض لذتِ جسمانی اور خواہش نفسانی کے لئے کرتا ہے تو ثواب کی دولت سے تو محروم رہے ہی گا بلکہ مستحق ملامت و عتاب بھی ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ عمل کا مدار یعنی اس پر ثواب ملنا صرف نیت کے اوپر ہے جیسی نیت کرے گا ویسا ہی اس پر ثمرہ مرتب ہوگا۔

نیت کے مسائل

مسئلہ: اس حدیث میں جن اعمال کے بارے میں نیت کو ضروری قرار دیا گیا ہے ان سے اعمال مقصودہ مراد ہیں یعنی ایسے عمل جن کا کرنا شریعت میں مطلوب اور مقصود ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ پس اس قسم کے عمل بغیر نیت کے معتبر نہیں ہوں گے اور نہ خدا کے نزدیک مقبول وصحیح ہوں گے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نماز بغیر نیت کے پڑھتا ہے تو نہ تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور نہ عند اللہ مقبول ہوگی اور اسی طرح نہ بغیر نیت کے زکوٰۃ ادا ہوگی اور نہ بغیر نیت کے روزہ وحج صحیح ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ نیت کی ضرورت اور احتیاج اعمال مقصودہ میں ہوگی کیونکہ بغیر نیت کے اعمال کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

اعمال مقصودہ کے مقابلہ میں اعمال غیر مقصودہ ہیں یعنی ایسے اعمال جن کا کرنا مقصد نہ ہو بلکہ ان کا کرنا کسی خارجی امر کی بناپر ضروری ہو جیسے غسل اور وضو، کہ یہ فی نفسہ اور بذاتہ مقصود نہیں ہوتے بلکہ غسل کی ضرورت پاکی کے لئے ہوتی ہے اور وضو کی ضرورت نماز کے لئے۔

اب علماء کا اختلاف ہے کہ آیا ان اعمال غیر مقصودہ یعنی غسل اور وضو میں نیت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اور غسل میں نیت ضروری ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ فرض ہے لہٰذا اگر غسل یا وضو بغیر نیت کے ہوا تو وہ قابل اعتبار نہیں ہوگا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غسل اور وضو بغیر نیت کے معتبر ہوں گے کیونکہ ان کے نزدیک نیت فرض نہیں ہے بلکہ سنت اور مستحب ہے لہٰذا اگر وضو یا غسل بغیر نیت کے کیا گیا تو ادا ہو جائے گا۔

شریعت میں نیت سے مراد تقرب الی اللہ کا قصد کرنا ہے یعنی جو کام کرے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرے اور اس کے حکم کی بجا آوری اور اس کی رضا کی طلب کے لئے کرے۔

نیت کے معنی دل سے قصد کرنے کے ہیں، نیت میں صرف دل سے قصد کرنا کافی ہوتا ہے زبان سے کہنا شرط نہیں۔ عبادات میں اگر محض زبان سے کہا اور دل میں نیت نہیں کی تو عبادت معتبر نہ ہوگی چنانچہ کتاب مجمع میں لکھا ہے کہ صرف زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اب علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ دل سے قصد اور نیت کرنے کے ساتھ زبان سے بھی کہنا سنت ہے یا مستحب یا مکروہ ہے۔

چنانچہ اس میں تین قول ہیں، فتح القدیر میں ہے کہ نیت کا زبان سے کہنا نہ تو نبی کریم ﷺ سے منقول ہے اور نہ صحابہ کرام سے، اور اس کا ذکر نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نہ حدیث ضعیف سے اور نہ چاروں امام اس کے قائل ہیں۔

کتاب مفید نے نقل کیا ہے کہ بعض مشائخ نے اس کو مکروہ کہا ہے اور بعض نے مستحب۔ سو جنہوں نے مستحب کہا ہے ان کے نزدیک بھی صرف اسی قدر کہنا مستحب ہے کہ **اللّٰھم انی ارید صلوۃ کذا فیسرھا لی وتقبلھا منّی۔** مگر اس قسم کی عبارت بھی حدیث شریف میں صرف حج کی نیت کے لئے منقول ہے، دیگر عبادات میں ثابت اور منقول نہیں ہے۔

بہر حال نیت کا یہ مقدمہ اور بیان کتاب اشباہ میں مفصل لکھا ہے اس سلسلہ میں مترجم کی تحقیق یہ ہے کہ جب پیغمبر ﷺ صحابہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے نماز یا روزہ میں نیت کا زبان سے کہنا منقول نہیں ہے اور بعد میں علماء کا اس میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا یہ سنت ہے یا مستحب اور یا مکروہ اور یا بدعت ہے تو فقہ کا قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کے سنت یا بدعت ہونے میں علماء کا اختلاف ہو یعنی بعض یہ کہیں کہ یہ بدعت ہے اور بعض کہیں کہ سنت ہے تو احتیاط اس جگہ یہ ہے کہ ایسی چیز کو ترک کر دینا ہی مناسب ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں بھی ایسا ہی نقل کیا گیا ہے، اسی طرح اگر سنت و مستحب ہونے میں بھی اختلاف ہو تو ترک کر دینا اولیٰ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنے ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ علماء اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ نماز میں نیت کا پکار کر کہنا مشروع نہیں ہے۔ نیز حضرت شیخ عبدالحقؒ فرماتے ہیں کہ محدثین نے کہا ہے کہ حدیث کی کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ نے نیت زبان سے کہی ہو۔

لہٰذا آنحضرت ﷺ کی سنت کا اتباع اسی میں ہے کہ نیت دل سے کرے اور اسی پر اکتفا کرے کیونکہ جس طرح رسولِ خدا ﷺ کے کئے ہوئے فعل کا اتباع کرنا اطاعتِ رسول ہے اسی طرح یہ بھی نبی کریم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے کہ جس فعل کو نبی کریم ﷺ نے کبھی نہ کیا ہو اس پر عمل نہ کیا جاوے اور چاہئے کہ اس پر دوام اصرار نہ کیا جاوے جو شارع سے ثابت نہیں ہے۔ (مظاہر حق جدید)

انوارِ سنت

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

متفرق سنتیں

سنت : جب آپ چلتے تھے تو لوگوں کو آگے سے ہٹایا نہیں جاتا تھا۔

سنت : آپ جائز کام کو منع نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی __ سوال کرتا اور اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔

سنت : آپ اپنا چہرہ کسی سے نہ پھیرتے جب تک وہ نہ پھیرتا اور اگر کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ کان اس کی طرف کر دیتے اور جب تک وہ فارغ نہیں ہوتا آپ کان نہیں ہٹاتے۔

سنت : جب آپ کو چھینک آتی تو ہاتھ یا کپڑا منھ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے۔

سنت : جب آپ کسی کو رخصت فرماتے تو یہ دعا دیتے:۔ **استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم۔**

سنت : جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل پیش آتی تو فرماتے: **الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔** اور جب ناگواری کی حالت پیش آتی تو فرماتے: **الحمد للہ علی کل حال۔**

سنت : جب کوئی ملتا تو پہلے آپ سلام کرتے تھے۔

سنت : جب کسی چیز کو کروٹ کی طرف دیکھتے تو پورا چہرا پھیر کر دیکھتے متکبّروں کی طرح کن انکھیوں سے نہ دیکھتے۔

سنت : نگاہ نیچی رکھتے تھے۔ غایتِ حیاء کی وجہ سے نگاہ بھر نہ دیکھتے تھے۔

سنت : برتاؤ میں سختی نہ فرماتے نرمی کو پسند فرماتے۔

سنت : حضور ﷺ چلتے وقت پاؤں اٹھاتے تو قدم قوت سے اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے تھے کہ ذرا آگے کو جُھک جاتے۔ تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے گویا کسی بلندی سے پستی میں اُتر رہے ہوں۔

سنت : سب میں ملے جُلے رہتے تھے (یعنی شان بنا کر نہ رہتے تھے) بلکہ کبھی کبھی مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے۔

سنت : اگر کوئی غریب آتا یا بُڑھیا آپ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کے لئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے۔

سنت : نماز میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو سینۂ مبارک سے ہانڈی کھولنے کی سی صدا آتی، خوف خدا کی وجہ سے یہ حالت ہوتی تھی۔

سنت : گھر والوں کا بہت خیال رکھتے کہ کسی کو آپؐ سے تکلیف نہ پہنچے اسی لئے رات کو باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اٹھتے، آہستہ سے جوتا پہنتے آہستہ سے کواڑ کھولتے آہستہ سے باہر چلے جاتے، اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے۔

سنت : جب چلتے تو نگاہ نیچی زمین کی طرف رکھتے مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے اور کوئی سامنے سے آتا تو سب سے پہلے سلام آپ ہی کرتے۔

سنت : سات برس کا بچہ ہو جائے تو نماز اور دیگر دین کی باتوں کا حکم کرنا۔

سنت : دس برس کا بچہ ہو جائے تو مار کر نماز پڑھوانا۔ (باقی آئندہ)

(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

ارشاد فرمایاکہ جب کار چلتی ہے تو ڈرائیور کا پاؤں اس کی برگ پر ہوتا ہے اور اس کے کان (ہینڈل) اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں پھر کار ٹھیک چلتی ہے اور ٹکر نہیں مارتی ہے۔

اسی طرح جب مرید کی گردن پر شیخ کا پاؤں ہوتا ہے اور اس کے کان اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں تو وہ مرید بھی ٹھیک چلتا ہے اور اگر کار پر ڈرائیور نہ ہو تو سیدھے راستے پر چلے گی مگر جہاں چوراہہ آئے گا وہاں ٹکر کھائے گی۔ اسی طرح جتنے گمراہ فرقے پیدا ہوئے ان کے بانی سب اہل علم ہیں لیکن سب کے سب بدون شیخ اور راہبر والے ہیں پس شروع شروع میں تو ٹھیک چلتے ہیں لیکن جب موڑ چوراہہ آتا ہے تو بھٹک جاتے ہیں اور عجب و کبر میں مبتلا ہو کر کسی کی سنتے بھی نہیں ہیں۔

ارشاد فرمایاکہ مقصود حاصل ہونے سے سکون ہو جاتا ہے پس جس شخص کو ذکر سے سکون نہ ہو رہا ہو تو معلوم ہوا کہ یہ ذکر کو مقصود نہیں سمجھتا اس کا کوئی اور مطلب ہے۔

ارشاد فرمایاکہ جنت دار القرار ہے وہیں پہنچ کر قرار اور سکون دائمی ہوگا یہاں تو پوری زندگی متحرک اور سرگرداں ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایاکہ وعظ کہتے وقت اپنی اصلاح کی نیت بھی کرلے اس سے بہت نفع ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایاکہ جب ایک شخص کو آنے کی اجازت دی جائے تو اس کے کئی آدمیوں کا داخل ہو جانا ٹھیک نہیں ان لوگوں کو بھی اجازت لینا چاہئے یا پہلا شخص ان لوگوں کی اجازت بھی لے۔

ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو کھانے کی سنتیں وضو کی سنتیں نماز کی سنتیں سکھایئے اور اہل مدارس مدرسہ کے بچوں کو سکھائیں اور انھیں حکم دیں کہ وہ اپنے گھروں میں جاکر اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں کو سکھائیں اس طرح تمام ملک میں سنتوں کا نور پھیل جاوے گا اور ان بچوں سے معلوم بھی کیا جائے کہ اپنے گھروں میں کہا یا نہیں۔ اسی طرح مساجد میں داخل ہونے کی اور مساجد سے نکلنے کی سنتوں کی مشق کرایئے۔ سنتوں سے بہت نور پیدا ہوتا۔ (اور یہ سنتیں تعلیم الدین اور بہشتی زیور سے یاد کرلے)۔

ازمرتب عفی عنہ:۔ رسول اکرم ﷺ ایسے محبوب ہیں کہ ان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی محبوب ہو جاتے ہیں۔ احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ وہ اپنے گھر پر ہر اتوار کی دینی مجلس میں حضرت اقدس ہردوئی قدس اللہ سرہٗ کی برکت سے سنتوں کی تعلیم اور مشق کا اہتمام کرنے لگا ہے۔ چنانچہ گذشتہ اتوار کو مسجد سے نکلنے کی دس سنتوں کو یاد کرایا اور ہر ایک سے سنا سب کو یاد ہو گیا تمام مجلس میں سنتوں کا نور معلوم ہو رہا تھا ہر شخص نے اپنے قلب میں عجیب کیف محسوس کیا اور احقر نے بھی اپنے قلب میں ایسا انشراح اور نور محسوس کیا جو بیان سے باہر ہے۔ اب احقر نے ارادہ کرلیا ہے کہ اپنی مجالس میں دینی کتب سنانے یا کچھ وعظ یا ملفوظات اکابر سنانے کے ساتھ ساتھ ہر مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی سنتوں سے ایک یا دو یا تین ضرور انشاء اللہ تعالیٰ یاد کرائے گا اور احقر نے اپنے ہر دوست شریک مجلس سے یہ گذارش بھی کی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اور اپنے احباب کو بھی یاد کرائیں جو آج سیکھا ہے اس طرح سنتوں کا احیا اور ان کی نشر واشاعت میں بڑی مدد ملے گی نیز اپنے مدرسہ کے بچوں میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسی طور سے یہ کام کیا جائے گا۔ مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں یہ ہیں۔

(۱) بسم اللہ کہنا

(۲) والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ کہنا

(۳) داہنا پاؤں مسجد میں داخل کرنا

(۴) اللھم افتح لی ابواب رحمتك پڑھنا۔ یا کوئی درود پڑھنا

(۵) نفلی اعتکاف کی نیت کرلینا کہ جب تک مسجد میں رہوں گا اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔

اور مسجد سے نکلنے کی ۵ سنتیں یہ ہیں۔

(۱) **بسم اللّٰہ** کہنا

(۲) **والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ** کہنا

(۳) بایاں پاؤں مسجد سے نکالے (اور بائیں جوتے کے اوپر رکھ لے)

(۴) پاؤں نکالتے وقت **اللّٰھم انی اسئلك من فضلك** پڑھنا

(۵) پھر داہنا پاؤں داہنے جوتے میں داخل کرنا ___ ایک وقت کی نماز کے لئے گئے دس سنتوں کا یہ نور بھی دل میں جمع ہوگیا۔

اس طرح پانچ وقت کی نمازوں میں ۵۰ سنتیں نامۂ اعمال میں جمع ہوجائیں گی اور ہر نیکی پر دس کا وعدہ ہے پس اس طرح ۵۰۰ نیکیاں ہر روز اور ہر مہینہ میں ۱۵ ہزار نیکیاں جمع ہوگئیں انشاء اللہ روز محشر میں ان کا نور اور ان کی قدر معلوم ہوگی۔

فائدہ:.

اگر بھول کر مسجد کے اندر داخل ہوجائے تو پھر نکل کر ان سنتوں پر عمل کر کے داخل ہو چند دن کی مشق سے پھر نفس عادی ہوجائے گا اسی طرح احقر نے اتوار کے دینی اجتماع میں شریک ہونے والوں سے عرض کیا ہے کہ وہ مسنون دعاؤں کی کتاب سے ہر اتوار کو تین دعائیں زبانی یاد کر کے سنائیں اور ہر شخص قرآن پاک کے حروف کی صحت کسی ماہر قاری سے شروع کر دے اس طرح ہر شخص فعّال اور سرگرم عمل ہوجاتا ہے ورنہ آرام سے وعظ سن کر چلے جاتے ہیں اور ساری محنت استاد اور پیر کی گردن پر ہوتی ہے۔ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں پہلے ہی دن سے مرید کو کام میں لگا دیتا ہوں۔ احقر کو حضرت اقدس (ہردوئی) قدس اللہ سرہٗ کی تعلیمات سے بڑا ہی نفع ہوا حق تعالیٰ حضرت والا کے درجات عالیہ اضعافاً مضاعفا فرمائیں۔ آمین (مجالس ابرار)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بصائر محمود

ملفوظات حضرت فقیہ الملت مولانا مفتی محمود حسن صاحب قدس سرہم
بانی مدرسہ دینیہ وصیۃ العلوم، پرنام بٹ

(جامع وناشر مولانا سید معظم شاہ حیدر آبادی علیہ الرحمہ خلیفۂ حضرت مفتی صاحبؒ)

● ایک تحریر کے جواب میں تحریر فرمایا: بھائی! عام حالتیں کچھ ایسی ہی ہیں شرفا علماء و مشائخ کے یہاں تک بھی اس کا اہتمام نہیں اگر کوئی اللہ کا بندہ کچھ کرنا بھی چاہتا ہے تو کوئی ساتھ دینے والا نظر نہیں آتا اپنے اور غیر سب کے سب اس کے مخالف بن جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے اہلِ وعیال تک اس کے موافق نہیں رہتے۔

سارے دنیا کے ہوئے میرے بغیر
ہم نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے

دیکھتے ہیں کہ ماحول کنبہ خاندان اپنے اور غیر عوام وخواص سب کے سب ایک طریقہ پر ہیں ہم یکّے دو گئے ایک دوسرے طریقہ پر ہیں اس کی برداشت نہیں یہ وہی زمانہ ہے جس کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ دین پر جمے رہنا ایسا مشکل ہوگا جیسے ہاتھ میں انگارہ رکھنا (حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ریلوں میں بیٹھ کر ڈھونڈو ایک اللہ کا صحیح طالب نہیں ملے گا۔ کامل دین پر عمل کرنا آج کل عنقاء ہو کر رہ گیا ہے۔)

ایسوں کے لئے بڑے درجہ ہیں **من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مأة شهيد** کی دولت کی خوشخبری دی گئی اور پیشین گوئی ہے کہ **لا تزال من امتي طائفة الحديث۔**

● تحریر فرمایا: خود تو پوری طرح پابند رہیں اپنے نفس تک تو کوئی رعایت روا نہ رکھیں اپنا نفس ہے اپنے اختیار میں ہے اور اپنے بچوں کو بھی ابتداء ہی سے پابند رکھا جائے۔ رہا دوسروں کا معاملہ ان کو سختی سے کام نہ لیا جائے نرم عنوان سے برابر نصیحت کرتے رہیں قبر وحشر جنت ودوزخ حساب

کتاب کے حالات سناتے رہیں نیک لوگوں اور برے لوگوں کے انجام سے متعلق واقعات سناتے رہیں رفتہ رفتہ انشاء اللہ تعالیٰ تبدیلی ہو ہی جائے گی جلدی نہ کریں جلد کریں گے تو کام خراب ہوجائے گا۔ عام طور پر علماء ومشائخ نے بھی چند چیزوں کو لے لیا ہے باقی اخلاق ومعاملات ومعاشرت سے متعلق چیزوں کو چھوڑ کر عام لوگوں کی برادری میں ان سے مصالحت کر کے داخل ہوگئے ہیں۔ ع چلو اس طرف جس طرف کی ہوا ہو

اب اگر کوئی نادر اللہ کا بندہ کل دین (عقائد عبادات، معاملات اخلاق، معاشرت) پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اس کا قافیہ تنگ کر دیتے ہیں اور الٹا اس کو ہی بد اخلاق بدسلوک بے مروت وغیرہ وغیرہ کہا جاتا ہے بڑا ہی سخت آزمائش کا وقت ہے ایسے وقت کل دین پر عمل کرنا اور اس پر مستقیم ہونا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے بڑے ہی جگر گردہ کا کام ہے اسی کو کہا گیا کہ۔

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہے جانان تیرے دیوانہ کو

ایسے حالات میں دین پر جمنے والے اس طرح مترنم ہونے والے ہیں۔

عشق میں ان کے کوہ غم سر لے لیا جو ہو سو ہو
عیش ونشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

● تحریر فرمایا: نفس کا مار سخت ہے دیکھ ابھی مرا نہیں
غافل ذرا ہوا نہیں اس نے ادھر ڈسا نہیں

بد اخلاقیوں سے جلد چھٹکارا حاصل نہیں ہوجاتا بڑے بڑوں کے اندر رہتی ہیں **الا من عصمه الله** جو شخص اس فکر میں لگا رہتا ہے ان کا علاج کراتا رہتا ہے اخلاص کے ساتھ تو ایک عرصہ دراز کے بعد کچھ سمجھ میں آنے لگتی ہیں پھر ان کے مقتضی پر عمل نہ کرنا نصیب ہوتا ہے خوش نصیبوں کو۔

● ایک تحریر کے جواب میں تحریر فرمایا: بڑے بڑوں نے اپنی عمریں صرف کرڈالیں جب کہیں جا کر کچھ پایا ہے۔ اعمال کی روح وحقیقت کو سمجھئے اور اس کی تحصیل میں سعی کرتے رہئے جلدی نہ کیجئے مگر رہئے اسی دھن میں۔

اندریں رہ می خراش و می تراش　　تا دم آخر دمے فارغ مباش
صبر کن حافظ بسختی روز و شب　　عاقبت روزے بیابی کام را

عبادتوں کے وقت بالخصوص نماز میں اس دھیان کو جمانے کی کوشش کیجئے کہ حق تعالیٰ میری ہر حرکت کو دیکھ رہے ہیں زبان سے جو نکل رہا ہے اس کو سن رہے ہیں دل پر جو گزرتا ہے اس سے مطلع ہیں یہ دھیان اول سے آخر تک رہے اور اس میں رسوخ حاصل ہو جائے اور عبادتوں سے خارجی اوقات میں بھی اکثر دل میں اللہ کی یاد رہے۔بس مقصد حاصل ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

● عبادات خصوصاً نماز کے وقت مراقبے میں زیادہ تکلف سے کام نہ لیجئے سرسری تصور کر لینا کافی ہے زیادہ تعب سے دل و دماغ پر اثر ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

● احقر نے مدرسہ فیض العلوم حیدر آباد میں کام شروع کرنے کی اطلاع دی اس پر تحریر فرمایا: مدرسہ میں کام شروع کر دیئے ہو مبارک ہو حق تعالیٰ حُسن و خوبی کے ساتھ مقررہ کام انجام کو پہونچانے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے ہر قسم کے شرور و فتن سے محفوظ رکھیں دنیا و آخرت کی ہر ذلت و رسوائی سے حفاظت فرمائیں آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

محبت و شفقت سے کام لیا کریں بجائے مار اور غصہ کے بالخصوص چھوٹے بچوں کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے خیال سے زیادہ یہ جذبہ کارفرما ہو کہ طالب علموں کو کچھ آگیا ہے یا نہیں پوری توجہ اور ہمہ تن مشغولی کے ساتھ خدمت کیجئے۔

خدا ترسی کی طرف بھی وقتاً فوقتاً توجہ دلانی چاہئے اس سے بھی شوق و ذوق میں ترقی ہوتی ہے ابتداء ہی سے صحیح تلفظ کا پورا اہتمام تلفظ غلط جب زبان پر چڑھ جاتا ہے تو پھر جلدی سے اس کی اصلاح نہیں ہوتی، باقی موقعہ بموقعہ پیش آنے والے حالات سے اطلاع دیتے رہئے گا تو کچھ کہتا رہوں گا۔

ہاں ہر حال میں یہ مراقبہ رہے کہ نہ میں مدرس ہوں نہ امام بس حق تعالیٰ کی ستاری اور فضل ہے وہ جس سے چاہتے ہیں خدمت لے لیتے ہیں دل میں طلبہ اور مدرسہ والے اور مقتدیوں کی قدر رہے کہ مجھ جیسے کو انھوں نے خدمت کے لئے منتخب کر لیا۔ فللّٰہ الحمد والمنہ اولا وآخرا۔ (باقی آئندہ)

طاعت کی لذت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

اگر کوئی کہے کہ طاعت ہمیشہ تو موجب راحت نہیں ہوتی بعض وقت تو طاعت سے بھی تکلیف ہوتی ہے جیسے کسی بے نمازی کو مجبور کر کے نماز پڑھوائیں تو اس کو کس قدر ناگواری ہوتی ہے کہ جاں چراتا ہے اور بھاگتا ہے اور موقع دیکھتا ہے کہ ان لوگوں کے قبضہ سے نکل بھاگوں یہ سب تو امارات اذیت ہی کے ہیں نہ کہ راحت کے پھر یہ دعویٰ کیسے صادر ہوا کہ طاعت ہمیشہ موجب راحت ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ طاعت سے جو کچھ اذیت ہوتی ہے وہ صرف تبدیل عادت کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے کوئی گنوار ہو جس کو ہمیشہ چٹنی روٹی کھانے کی عادت ہے اور کہیں اس کو پلاؤ قورمہ ملنے لگے تو اس کا معدہ اس کو ایک دم قبول نہ کر سکے گا۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ چٹنی روٹی پلاؤ قورمہ سے اچھی چیز ہے اور پلاؤ قورمہ معدہ کے لئے مضر ہے بلکہ وجہ اس کی صرف تبدیل عادت ہے چنانچہ چند روز کے بعد جب اس کا معدہ اس کا خوگر ہو جاوے گا تو معلوم ہوگا کہ پلاؤ قورمہ کس قدر لذیذ اور مفید اور مقوی چیز ہے اسی طرح بے نماز کو نماز پڑھوانے سے جو تکلیف ہوگی وجہ اس کی صرف تبدیل عادت ہے نہ واقعی تکلیف اسی واسطے اس تکلیف کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے پھر وہ جاتی رہتی ہے اور راحت کا احساس ہونے لگتا ہے پھر وہ خود قائل ہوتا ہے اس راحت کا۔ چنانچہ نماز کے لئے کسی سے کہا جاوے تو اس وقت تو اس پر بار ہوتا ہے مگر عنقریب ہی وہ اس میں نہایت لذت پاتا ہے۔

طاعت کی خاصیت

اور ہر طاعت کی یہی خاصیت ہے اگر اس میں تھوڑی سی مشقت ہی ہو مگر جلد ہی اس کی راحت ولذت نظر آنے لگتی ہے اور صرف آخرت ہی کی نہیں بلکہ دنیا کی بھی چنانچہ ایک عطر فروش کا قصہ ہے کہ وہ قنوج سے کالپی میں عطر فروخت کرنے آئے نماز پڑھنے جو مسجد میں آئے اتفاق سے ایک سب انسپکٹر بھی مسجد میں آئے تھے جنھوں نے نماز پڑھی مگر ولایتی نماز کیونکہ آج کل ولایتی ہر چیز اچھی مانی جاتی ہے تو انہوں نے نماز بھی ولایتی ہی پڑھی یعنی نئی قسم کی کہ نہ رکوع ٹھیک نہ سجود ٹھیک بس اٹھک بیٹھک سی کرلی۔ یہی لوگوں کی ایک عادت ہوگئی ہے کہ اول تو نماز کم پڑھتے ہیں اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو تعدیل وعدم تعدیل سے کچھ بحث نہیں ٹکریں مارلیں اور بس۔ افسوس کی بات ہے کہ محنت تو اتنی ہی ہوئی جتنی صحیح نماز میں ہوتی ایک ذرا سا فرق رہ گیا جس سے نماز مطلوب ادا بھی نہ ہوئی بے نماز کے بے نماز رہے جیسے ایک آقا اور نوکر شرط باندھ کر نماز پڑھتے تھے کہ دیکھیں کون جلدی پڑھے ایک ظریف نے کہا معلوم ہوتا ہے نماز میں جو ذکر واذکار وغیرہ ہیں تو وہ گھر پر کرلیتے ہو صرف اٹھک بیٹھک رہ جاتی ہے وہ یہاں کرلیتے ہو غرض اسی طرح سب انسپکٹر صاحب نے ولایتی نماز پڑھی۔ ایک خدا کا بندہ یعنی وہی عطر فروش وہ بھی دیکھ رہا تھا اس نے نہایت تہذیب سے اور نرم لہجہ میں بلکہ خوشامد کے لہجہ میں کہا کہ حضور نماز پھر پڑھ لیں اس میں فلاں فلاں رکن رہ گئے اور نماز ادا نہیں ہوئی۔ بس سب انسپکٹر صاحب کہاں تھے بڑے زور کا غصہ آیا کہ ایسے معمولی آدمی نے ہم کو ٹوکا کہا اب تو کیا جانے چھوٹا منہ بڑی بات تو ہم کو ٹوکتا ہے اس نے کہا میں جانتا بے شک نہیں اور چھوٹا بھی ہوں مگر یہ نماز نہیں ہوئی اس کو تو لوٹا ہی لیجئے۔ سب انسپکٹر صاحب کو اور غصہ آیا اور بہت سخت سست کہا اس نے پھر کہا چاہے کچھ ہی کہہ لیجئے مگر نماز نہیں ہوئی اس کو تو لوٹا ہی لیجئے۔ سب انسپکٹر صاحب نے اس کو مارا اور خوب غصہ نکالا کمزور کو سب ہی دبا لیتے ہیں مار کھانے کے بعد پھر اس اللہ کے بندہ نے یہی کہا کہ آپ زبردست ہیں مجھے مارلیں پیٹ لیں مگر نماز لوٹا لیں، یہ نماز نہیں ہوئی۔ حق بات میں عجب اثر ہے کہ دل میں گھس ہی جاتی ہے (بشرطیکہ خلوص کے ساتھ کہی جاوے) اب سب انسپکٹر صاحب پر اثر ہوا اور کہا ظالم تو مجھ سے پڑھوا ہی کر چھوڑے گا اچھا میں لوٹائے ہی لیتا ہوں چنانچہ لوٹائی اور صحیح کرکے پڑھی۔ (مفاسد گناہ)

سیرت خاصان حق

ازافادات حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ نور اللہ مرقدہٗ

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام اہل شہر نینویٰ کی طرف (جو کہ شہر موصل کے مقابلہ میں واقع ہے اور دریائے دجلہ دونوں کے بیچ میں بہتا ہے۔) مبعوث ہوئے تھے وہاں کے باشندے بت پرست تھے۔ حضرت نے ان کو ایک عرصۂ دراز تک خدا پرستی کی ہدایت کی مگر وہ راہ پر نہ آئے۔ اور قوم مذکور نے حضرت یونس علیہ السلام سے سوال کیا کہ پانی میں سے آگ نکال دیجئے اور اس کو بغیر سوختہ (لکڑی) کے روشن رکھئے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کر دکھایا مگر وہ ایمان نہ لائے۔ جب حضرت ان کے ایمان لانے سے ناامید ہوگئے تو آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ اپنی قوم کے پاس جایئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ عذاب الٰہی عنقریب آنے والا ہے۔ اس پر بھی وہ راہ پر نہ آئے۔ جب رات ہوئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے مع اپنی زوجۂ شریفہ اور دونوں بیٹوں کے ان سے مفارقت کی (اور شہر چھوڑ کر چل دیے) اور حق تعالیٰ نے دوزخ کی بادسموم اور دخان (دھوئیں) کو ان پر مسلط کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر اہل نینویٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملے تو اب ان کو عذاب کا یقین ہوگیا اور درگاہ خداوندی میں عجز وزاری کرنی شروع کی اور بت پرستی سے تائب ہوگئے اور بغرض حصولِ رحمت اولاد کو ان کی ماؤں سے جدا کر دیا اور ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور جو کسی نے ظلم سے کسی کی چیز چھین لی تھی ان کو واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے پتھر غصب کر کے مکان کی بنیاد میں رکھ دیا تھا تو وہاں سے نکال کر مالک کو دیدیا۔ اور وہ لوگ شہر سے باہر نکلے اور عجز وزاری درگاہِ ایزدی میں شروع کی اور کہنے لگے کہ بارِ خدا ہم تجھ پر اور تیرے نبی یونسؑ پر اور سارے انبیاء پر ایمان لائے اب ہمارے گناہ بخشدے اور یہ عذاب دور

فرمادے اور یہ کہہ کر سب سجدے میں گر پڑے! اس پر ملئکۂ عذاب کو حکم ہوا کہ بس کرو۔ میں موحدوں پر عذاب نہیں بھیجتا۔ چنانچہ وہ لوگ مومن اور مامون ہوکر شہر میں واپس آئے۔ علماء میں اختلاف ہے کہ قوم یونسؑ پر عذاب واقع ہوا یا نہیں اور صحیح تر یہ ہے کہ عذاب واقع نہیں ہوا بلکہ آثار عذاب ظاہر ہوئے ان کو دیکھ کر وہ تائب ہوگئے اور اگر عذاب شروع ہوجاتا تو ان کی توبہ قبول نہ ہوتی۔ صرف انھوں نے ابر سیاہ خوفناک جس کے ساتھ بکثرت دخان (دھواں) تھا دیکھا تھا جس نے ان کے شہر کا احاطہ کرلیا تھا۔ اوران کے مکانوں کی چھتیں سیاہ ہوگئی تھیں اب حضرت یونس علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اپنی قوم کا حال دیکھیں اور کیفیت عذاب معلوم کریں تو ان سے ابلیس بہ صورت ایک پیر مرد کے ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو اس نے جواب دیا کہ شہر نینویٰ سے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ شہر کے باشندوں پر آج کیا گذری؟ اس نے کہا کہ یونس نے ہم کو وقوع عذاب کی خبر دی تھی سو کچھ ظہور میں نہیں آیا۔ ہم کو معلوم ہوگیا کہ وہ کاذب تھے۔ یہ سن کر حضرت یونس علیہ السلام غصہ ہوئے اور کہا کہ میں ایسی قوم میں جانا نہیں چاہتا ہوں جو مجھ کو جھوٹا جانتی ہے اور حضرت کے ساتھ آپ کی زوجہ اور دو بیٹے بھی تھے۔ جب آپ دجلہ کے کنارے پہونچے تو پہلے آپ بڑے بیٹے کو دریا کے پار اتار آئے۔ بعد ازاں چھوٹے لڑکے لینے آئے اور جب اس کو لے کر دجلہ کے منجدھار میں پہنچے تو پانی زیادہ ہوگیا اور وہ لڑکا غرقاب ہوگیا۔ اور بڑے لڑکے کو جس کو پار اتار آئے تھے بھیڑیا لے بھاگا حضرت پانی سے نکل کر لڑکے کو بھیڑئے سے چھڑانے کو دوڑے۔ سو بھیڑیا باذن الٰہی بولا کہ یونس تو واپس جا لڑکا نہیں چھوٹے گا۔ پھر واپس آئے تو اپنی زوجہ کو وہاں نہ پایا تو آپ سخت غمگین ہوئے اور رونے لگے ناچار وہاں سے چل پڑے اور سمندر تک پہونچ گئے۔ وہاں ایک کشتی تیار پار جانے کو دیکھی! اہل کشتی نے آپ پر رحم کیا اور سوار کرلیا۔ جب کشتی نے کسی قدر فاصلہ طے کیا۔ تو ہوا کا طوفان اٹھا جس سے قریب تھا کہ کشتی ڈوب جائے کشتی والے جمع ہوئے اور کہا کہ کشتی میں کوئی خطا کار شخص موجود ہے یہ سن کر حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کہ کشتی میں ایک غلام ہے اپنے مالک سے بھاگا ہے۔ جب تک تم اس کو دریا میں نہ ڈال دو گے تم نجات نہ پاؤ گے اسی اثناء میں ایک بڑی مچھلی نمودار ہوئی کہ اس کا منہ کشتی کی طرف تھا

اورارادہ کرتی تھی کہ پوری کشتی ہی کونگل جائے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کہ یہ سب بلائیں تم پر میرے سبب سے ہیں مجھ کو دریا میں ڈال دو تو تم چین سے ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ امر بے قرعہ ڈالے طے نہیں ہوسکتا۔ البتہ جس پر قرعہ نکل آئے گا اس کو دریا میں ڈال دیا جائے گا یہ کہہ کر انھوں نے تین بار قرعہ ڈالا اور ہر بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے **فساھم فکان من المدحضین ای مغلوبین** ناچار ان کو دریا میں ڈال دیا اور فوراً ان کو بڑی مچھلی نگل گئی اور یہ وقت آدھی رات کا تھا پس وہ تین تاریکیوں میں مبتلا تھے ایک تاریکی شب کی دوسری دریا کی تیسری شکم ماہی کی پس حضرت یونس علیہ السلام نے ان تینوں تاریکیوں میں سے اپنے رب کو پکارا

لا الٰہ الاانت سبحانك انی کنت من الظٰلمین یعنی تیرے سوا کوئی معبود نہیں پاک ہے آپ کی ذات بے شک میں ظالموں میں ہوں۔

اور خداوند تعالیٰ کا ماہی کو حکم ہوا کہ یونس علیہ السلام کو محفوظ رکھ یہ تیری غذا نہیں بلکہ تیرا شکم ان کا قید خانہ ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام بطن حوت میں بروایت صحیح چالیس روز رہے اور جب وہ ماہی گھومتے گھومتے اس جگہ پہونچی جہاں ان کو اپنا لقمہ بنایا تھا تو ساحل پر پہونچ کر ان کو اگل دیا اس وقت آپ کا حال چڑیا کے اس بچہ بے بال وپر کی مانند تھا جو انڈے سے نکلتا ہے یعنی محض مضغہ گوشت (لوتھڑا) تھے تو خداوند جل شانہٗ نے ان کی آزمائش کے لئے اسی وقت درخت کدو پیدا کردیا اور جس روز حضرت شکم ماہی سے برآمد ہوئے سات تاریخ محرم کی تھی۔ پھر خدا نے ایک آہو (ہرنی) مادہ کو حکم دیا وہ آپ کو اپنا دودھ پلانے لگی اور اسی طرح چالیس روز دودھ پی کر فی الجملہ قوت پیدا ہوگئی ایک روز جو خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ درخت کدو خشک ہوگیا ہے اور ہرنی چلی گئی ہے یہ دیکھ کر آپ مغموم ہوئے اور رونے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر اس مضمون کی وحی بھیجی کہ تم ایک ہرنی کے غائب ہوجانے سے جو تمہاری پیدا کی ہوئی نہ تھی اور ایک درخت کدو کے جاتے رہنے سے جس کو تم نے نہیں بویا تھا۔ روتے ہو اور لاکھ آدمیوں بلکہ اس سے زائد کی ہلاکت پر جو کہ اولاد ابراہیم علیہ السلام سے ہیں تم کو رونا نہ آیا۔ بعدازاں ایک فرشتہ دو حُلّے (جوڑے) لایا اور

ان کو پہنائے اور کہا اے یونس اپنی قوم میں جاوہ تیرے مشتاق ہیں پس آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں دیکھا کہ ایک شخص کے ساتھ ایک عورت ہے اور وہ پکار رہا ہے کہ جو شخص اس عورت کو شہر نینویٰ میں یونس بن متّٰی کے پاس پہونچادے اس کو سو مثقال (اشرفی) زر دیتا ہوں۔ حضرت یونسؑ نے جو دیکھا تو وہ آپ کی زوجہ تھیں۔ حضرت نے اس مرد سے اس عورت کا قصہ دریافت کیا اس نے کہا کہ یہ عورت دریا کے کنارے پر اپنے شوہر کی منتظر بیٹھی تھی وہاں ایک بادشاہ شاہانِ نواحی (اطراف) سے گذرا اور اس کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ان کے ساتھ ارادۂ بد کیا۔ خدا نے اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں خشک کردئے اس نے اس عورت سے دعاء شفاء کی درخواست کی۔ اور کہا آئندہ ایسا کبھی بدارادہ نہ کروں گا۔ اس عورت نے دعا کی اور وہ اچھا ہو گیا اس نے اس عورت کو میرے حوالے کردیا ہے اور سو مثقال زرِ خالص کے دئے کہ اس کو شہر نینویٰ میں یونسؑ کے پاس پہنچادوں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کہ میں اس کو پہنچادوں گا اس نے آپ کو زرِ مذکور دے کر عورت سپرد کردی اس کے بعد آپ دو فرسخ چلے ہوں گے کہ دوسرے گاؤں میں پہونچے وہاں دیکھا کہ ایک شخص ایک چوپائے پر سوار ہے اور اس کے پیچھے ایک لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جو اسے دیکھا تو وہ ان کا چھوٹا بیٹا تھا جو ڈوب گیا تھا آپ نے اس سے لے لیا اور گلے لگا کر خوب روئے۔ سوار نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ میں یونس بن متّٰی ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے۔ اس نے لڑکا آپ کے حوالے کردیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اس شخص سے لڑکے کا قصہ پوچھا اس نے کہا کہ میں ماہی گیر ہوں ایک روز میں نے دجلہ میں جال ڈالا اس میں یہ لڑکا آ گیا اور وہ زندہ تھا۔ غیب سے آواز آئی کہ اس لڑکے کو اچھی طرح رکھ جب تیرے پاس اس کا باپ یونس بن متّٰی آجائے تو اس کو دیدینا۔ پس حضرت یونس علیہ السلام روانہ ہو کر شہر نینویٰ کے قریب پہونچے تو وہاں ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ سرِ راہ بکریاں چرا رہا ہے اور یہ دعا کر رہا ہے کہ الٰہی میرے والد کو میرے پاس پہونچادے حضرت نے اسے دیکھا تو آپ کا بڑا بیٹا تھا۔ سو دونوں گلے لگ کر خوب روئے۔ پھر کہا کہ اے پدرِ بزرگوار یہ بکریاں اس گاؤں کے ایک شخص کی ہیں آپ شہر میں میرے ساتھ چلئے تاکہ بکریاں اس کے حوالے کردیں دونوں گاؤں میں آئے اور ایک بڑے

بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دروازے پر بیٹھا ہے لڑکے نے اس سے کہہ دیا کہ یہ میرا پدر ہے وہ اٹھا اور حضرت کے ہاتھ چومنے لگا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے پیر مرد سے کہا کہ تم کو اس لڑکے کا قصہ معلوم ہے اس نے کہا ہاں۔ میں ان بکریوں کو چرا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ لڑکا ایک بھیڑئے کی کمر پر سوار ہے اس درندے نے اس لڑکے کو میرے روبرو اپنی کمر سے ڈال دیا اور باذن اللہ بولا کہ او چرواہے اس لڑکے کو بہ حفاظت تمام رکھ جب یونس بن مَتّٰی آوے تو اس کے سپرد کر دیجو۔ کہ یہ اس کا فرزند ہے۔ بعد ازاں حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے چل پڑے راہ میں ان کو ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا ملا آپ نے اس سے دودھ مانگا اس نے کہا کہ میاں دودھ کہاں؟ جب سے ہمارے نبی یونس ہم سے غائب ہوئے ہیں ہم نے دودھ نہیں چکھا۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک بھیڑ میرے پاس لے آؤ وہ لایا۔ آپ نے اس کی پستان کو ہاتھ لگایا وہ باذن اللہ دودھ اتار لائی آپ نے دوہا۔ یہ دیکھ کر چرواہا تعجب میں آگیا اور کہا کہ اگر حضرت یونس زندہ ہیں تو وہ تم ہی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ہی یونس ہوں۔ وہ یہ سُن کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور چومنے لگا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ تو ابھی شہر میں جا۔ اور ان کو میرے دیکھنے کی خبر دے۔ اس نے کہا کہ حضرت وہ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بکریاں اپنے ساتھ لے جا۔ یہ تیرے قول کی گواہی دیں گی آخر چرواہا بکریاں لے کر وہاں سے چلا اور جب وسط شہر میں پہونچا اور بآواز بلند کہا کہ لوگو خوش ہو جاؤ کہ ہمارے نبی یونس علیہ السلام واپس آگئے اور میں ان کو دیکھ کر آیا ہوں لوگوں نے اسے جھٹلایا تو اس نے کہا کہ میں سچا ہوں اور یہ بکریاں میری گواہ ہیں سو بکریاں باذن اللہ اس کی گواہی دینے لگیں لوگوں کو تعجب ہوا۔ پھر یہ خبر وہاں کے بادشاہ کو پہونچی وہ فوراً تخت سے اترا اور اس کے ساتھ تمام اہل شہر سوار ہوئے اور جا کر دیکھا کہ حضرت یونسؑ تشریف رکھتے ہیں آپ ان کو دیکھ کر بہت روئے آخر لوگ حضرت کو شہر میں لے گئے اور بادشاہ نے آپ کو تخت پر بٹھایا اور آپ خادمانہ آگے کھڑا ہوا اور اہل شہر بہت خوش ہوئے۔ پھر حضرت ان میں ایک عرصہ تک مقیم رہے اور امر بالمعروف کرتے رہے اور منہیات سے منع کرتے رہے یہاں تک کہ وہ بادشاہ مر گیا۔ آپ نے اس چرواہے کے لڑکے کو بلا کر بادشاہ کر دیا۔ (معرفت حق)

ضروری مسائل

سجدۂ سہو کا بیان

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مسئلہ: نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جاوے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز نہیں ہوئی پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دُعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

مسئلہ: نماز میں الحمد پڑھنا بھول گیا فقط سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی اور پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، کیونکہ الحمد اور سورت ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو پچھلی دو رکعتوں میں سورت ملاوے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملاوے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں سورت ملانا یاد نہیں رہا نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ کیونکہ پہلی دو رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب تھا۔

مسئلہ: سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اسلئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جاوے تو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کر سوچنے لگا کہ کون سورت پڑھوں اور اگر سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے کیونکہ ہر فرض اپنے اپنے موقع پر ادا کرنا واجب ہے اور یہاں تاخیر ہوئی سورت ملانے میں۔

مسئلہ: اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رُک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں دیر لگ گئی یا دوسری رکعت پر جب التحیات کے لئے بیٹھا تو فوراً التحیات نہیں شروع کی کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اُٹھا تو دیر تک کھڑا کچھ سوچا کیا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھا تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے غرضکہ جب بھولے یا کسی بات کے کرنے میں دیر لگ جاوے گی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا (کیونکہ فرض اپنے موقع پر نہیں ادا کیا)۔

مسئلہ: تین رکعت یا چار رکعت فرض نماز میں جب دو رکعت پر التحیات کیلئے بیٹھا تو دو دفعہ التحیات پڑھ گیا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے (کیونکہ تاخیر ہوئی تیسری رکعت کے قیام میں جو فرض تھا) اور اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گیا **اللھم صل علی محمد** یا اس سے زیادہ پڑھ گیا تب یاد آیا اور اُٹھ کھڑا ہوا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے (کیونکہ تاخیر ہوئی تیسری رکعت کے قیام میں) اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: چار رکعت والی نفل نماز میں دو رکعت بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے اس لئے نفل میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو کا نہیں ہوتا اور اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جاوے تب بھی نفل میں سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ البتہ چار رکعت والی فرض میں دو رکعت پر التحیات دو مرتبہ پڑھ گیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (باقی آئندہ) (بہشتی ثمر حصہ اول)

گناہ کے نقصانات

(۳) گنہگار کو خدا تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے۔ (باقی آئندہ)

آج ہم لوگ زہر تو کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق اور علاج یعنی توبہ اور شریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں تو بھلا سوچیں کہ زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کی گولی سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک گناہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۶) غیبت کرنا۔

یعنی کسی کے اندر کوئی برائی واقعتاً موجود ہو اس کا تذکرہ اس کے پیٹھ پیچھے کرنا۔ قرآن نے اسے اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا بتلایا ہے اس کو کون پسند کر سکتا ہے۔

(۷) بلا وجہ کسی کو برا بھلا کہنا۔

بعض لوگوں کا کوئی کام نہیں ہوتا ہے سوائے دوسروں کو برا بھلا کہنے کے، یہاں وہاں بیٹھ کر برائیاں کرتے رہتے ہیں یاد رہے کہ بلا وجہ ہر چیز کو ڈنک مارنا بچھو کا کام ہے انسانوں کا نہیں۔ (باقی آئندہ)

۴۔ الایمان بالرسل

پیغمبروں کے بارے میں عقیدے

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

عقیدہ ۵ : پیغمبروں کی سچائی بتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسی نئی نئی مشکل خلافِ عادت باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے تاکہ اس سے لوگوں کو ان کے سچے ہونے اور اللہ کے بھیجے ہوئے ہونے کا یقین ہو جائے ایسی باتوں کو ''معجزہ'' کہتے ہیں۔

عقیدہ ۶ : نبیوں اور رسولوں کی پوری گنتی ٹھیک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہم اس کے بھیجے ہوئے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، جن کے نام ہم کو بتلائے گئے ہیں ان پر بھی اور جن کے نام ہمیں معلوم نہیں ان پر بھی۔

عقیدہ ۷ : سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باقی درمیان میں ہیں جن پیغمبروں کے نام قرآن پاک میں آئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ (باقی آئندہ)

(اسلامی عقائد)

اغراض ومقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وارا کین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو عصر تا فجر اجتماع منعقد کر کے اس میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جزوقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWATHUL HAQ

43, Mulla Street, Pernambut - 635 810
E-mail: dawathulhaq@rediffmail.com Phone : 04171-231292

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت



نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر ایک ان کی کیا بدلی کہ مجھ سے کل جہاں بدلا

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخِ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)